اورفضل وکمال کے آسمان کوزمین کے حوالے کردیا گیا۔رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

اک جنازہ جارہا ہے دوش عظمت پر سوار پھول برساتی ہے اس پر رحمت پروردگار
غیرت خورشید عالم ہے کفن ہے تار تار ابر گوہر بار کے اندر ہے درِ شاہوار
نوحہ خواں ہیں مدرسہ و خانقاہیں سوگوار آفتابِ علم و تقویٰ چھپ گیا زیرمزار
شمع محفل بجھ گئی باقی ہے پروانوں کی خاک اب نہ تڑپے گی کبھی محفل میں دیوانوں کی خاک

دارالعلوم کے سابق مدرس حضرت مولانا فضل الٰہی عرف جامی باباؒ کی جدائی

لگتا ہے کہ اب نوک قلم نوحے اور مرثیہ لکھنے کے لئے ہی رہ گیا ہے۔چند ماہ سے تواتر کے ساتھ اکابرین امت کی جدائی پر یہ دل اور قلم دونوں رو رہے ہیں۔رمضان المبارک میں ایک ایسی بزرگ اور فرشتہ صفت ہستی دینی اور تعلیمی حلقوں اور خصوصاً بزم حقانیہ کو سوگوار کر کے ہم سے جدا ہوگئی۔جب ۱۹ رمضان المبارک کو صوبہ سرحد کی نامور معروف علمی، روحانی اور ہردلعزیز شخصیت حضرت مولانا فضل الٰہیؒ بھی مختصر علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کا تعلق ضلع صوابی کے مشہور علمی قصبہ شاہ منصور سے تھا اور آپ ایک دینی و روحانی خانوادے کے چشم و چراغ تھے۔آپ کے والد ماجد بھی اپنے وقت کے جید اور مشہور عالم دین و مدرس تھے اور آپ نے اپنی ساری زندگی درس وتدریس میں گزاری اور عمر کا ایک بڑا حصہ دارالعلوم میں بسر کیا۔آپ دارالعلوم میں فنون سے لے کر دورہ حدیث تک کی اہم کتابیں پڑھایا کرتے تھے۔خصوصی طور پر آپ شرح جامی میں انتہائی ماہر تھے اور دور دور سے طلباء،علماء بلکہ مدرسین بھی آپ کے درس جامی میں شرکت کیلئے تشریف لایا کرتے تھے۔اسی وجہ سے آپ جامی بابا کے نام سے دارالعلوم میں معروف تھے۔آپ سادگی اور درویشی میں اکابرین امتؒ اور دو تین سو سال پہلے کی علمی اور روحانی شخصیات کا پرتو تھے۔رسوخ فی العلم،اعلیٰ اخلاق،تقویٰ وتدین،تبتل اور انابت الی اللہ آپکے خصوصی اوصاف تھے۔آپ انتہائی خوبصورت اور نورانی وجاہت کے مالک تھے۔آپ کا چہرہ مبارک ہروقت متبسم رہتا۔موت کے بعد بھی تبسم کا یہ سلسلہ آپ کے چہرے مبارکہ پر ہر کسی نے دیکھا اور محسوس کیا۔

نشانِ مردمومن باتو گویم چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

آپ روحانی سلسلہ میں بھی بلند مقام پر فائز تھے۔برادرم مولانا حامدالحق اور یہ ناکارہ گاہے گاہے آپ کی خدمت میں دعاؤں اور وظائف کے سلسلے میں حاضر ہوتے اور کئی امور میں آپ ہمارے لئے استخارہ بھی فرماتے اور اتنی

شفقتوں اور محبتوں سے ہمیں نوازتے کہ حضرت دادا جانؒ کی یاد تازہ ہو جاتی۔

اب بھی آنکھ میں آنسو بھر آتے ہیں جب ماضی قریب کے دارالعلوم کی طرف نگاہ اٹھتی ہے تو ہر درس گاہ اور ہر گوشے میں آپ جیسی نورانی ہستیاں درس وتدریس میں مصروف ومشغول نظر آتیں اور علم دین کے پروانے ان شمعوں کے گرد جمع رہتے۔ دفتر اہتمام اور مسند حدیث پر رونق افزاء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ، حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ صدر المدرسین حضرت مولانا عبدالحلیم صاحبؒ حضرت مولانا عبدالغنی صاحبؒ حضرت مولانا محمد ہاروت صاحبؒ حضرت مولانا سلطان محمود صاحبؒ اور حضرت مولانا گل رحمان صاحبؒ اور اسی طرح اب حضرت استاد محترم بھی اس بزم کو مزید افسردہ کر گئے۔ (اسی طرح دارالعلوم کے مفتی اعظم شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی فرید صاحب مدظلہ بھی عرصہ دراز سے بیماری کے باعث اپنے گھر میں صاحب فراش ہیں۔ ان کے جانے سے بھی دارالعلوم میں بیعت وارشاد کی رونقیں ماند پڑ گئیں ہیں۔ ان کی صحتیابی کے لئے قارئین الحق سے دعا ہے) نماز جنازہ میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، حضرت مولانا انوار الحق صاحب، حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب اور دیگر تمام اساتذہ کرام اور طلباء نے شرکت کی۔ مرحوم کا جنازہ تاریخی نوعیت کا تھا۔ نماز جنازہ سے پہلے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے ایک اثر انگیز خطاب فرمایا اور حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب نے رقت آمیز دعا فرمائی۔ آپ کا جنازہ آپ کے برادر محترم حضرت شیخ الحدیث مولانا شمس الہادی صاحب مدظلہ نے پڑھایا۔ ہم اس موقع پر حضرت شیخ الحدیث مولانا شمس الہادی صاحب مدظلہ آپ کے صاحبزادے پروفیسر مولانا اظہار الحق صاحب، حافظ عطاء الحق صاحب، حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی رضاء الحق صاحب اور دیگر پسماندگان سے دلی تعزیت کرتے ہیں اور حضرت مولانا مرحوم کے رفع درجات کے لئے دعا گو ہیں۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

ایران میں قیامت خیز زلزلہ ایک سبق آموز حادثہ

کتنی مشکل زندگی ہے کس قدر آساں ہے موت گلشنِ ہستی میں مانندِ نسیم ارزاں ہے موت
زلزلے ہیں بجلیاں ہیں قحط ہیں آلام ہیں کیسی کیسی دخترانِ مادر ایام ہیں

ایران کے مشہور وتاریخی شہر ''بم'' میں گزشتہ دنوں رات کی تاریکی میں جو قیامت خیز زلزلہ برپا ہوا۔ اور جس کی وجہ سے آناً فاناً 50 ہزار کے قریب انسانی جانیں لقمہ اجل بن گئیں۔ اور محشر سے پہلے حشر کا سماں بندھ گیا۔ لمحوں میں